

Registered

L. No. 89.

نورافشان

حقیقی نور وہ تھا جو دنیا میں آکے ہر ایک آدمی کو روشن کرتا ہے

نمبر (۴۱) ہر ہفتہ بروز جمعہ شائع ہوتا ہے - ۱۲- اکتوبر سنہ ۱۹۰۶ء جلد (۳۴)

گلدستۂ اخبار

ایک مشنری صاحب جو نتال میں اس جگہ سیر کر رہا تھا جہاں کہ زولو فساد برپا ہوا تھا یوں کہتے ہیں کہ وہ علاقہ بالکل سنسان ہے اور باغیوں کی لاشیں غیر مدفون پڑی ہیں۔ خوراک کمیاب ہے لوگ بھوکوں مر رہے ہیں۔ گذشتہ چار ماہ کے اندر مار دھاڑ سے وارثہ روس میں ۴۹ آدمی قتل اور ۷۶۵ آدمی مجروح ہوئے۔ پولیس نے سینٹ پیٹرز برگ کے انجنیئرنگ سکول اور منسٹری آف ریلویز پر ایک سو دس بم کے گولے اور ایک مقدار ڈائنامیٹ کی گرفتار کی۔ سینٹ پیٹرز برگ میں ایک گروہ ایک ہرکارہ کی تاک میں بیٹھا ہوا تھا جو بہت سا روپیہ کہیں کو لیجا رہا تھا۔ مگر پولیس کو بھی خبر ہو گئی اور پولیس اس کی نگران اور محافظ رہی۔ اس نے موقعہ پر قزاقوں اور پولیس کی مٹ بھیڑ ہو گئی اور اول الذکر شکست کھا گئے۔ سینٹ پیٹرز برگ میں ایک شاہی حکم نافذ ہوا ہے کہ زمینداروں کے ہاتھ سائبیریا میں بیس لاکھ ایکڑ زمین فروخت کیجائے۔ برطانیہ کلاں کے جنوب میں اور مغرب میں بارش اور آندھی کے سخت طوفان چل رہے ہیں جن سے بہت نقصان ہو رہا ہے بیرونی کام بند ہیں۔ امیر کابل ہند کو آتے ہوئے جلال آباد میں مقیم ہونگے اور ۳۱ر دسمبر کو وہاں سے روانہ ہونگے۔ اور لنڈی کوتل میں دوسری جنوری کو پشاور میں تیسری جنوری کو وارد ہونگے۔ ۹ جنوری کو سرہند اور ۲۰ کو آگرہ میں پہنچینگے۔ ویسرائے نے سر آفیسر نظام کی بجائے مسٹر سٹیورٹ ولسن کو ڈاکخانہ جات ہند کا ڈائرکٹر جنرل مقرر کر دیا ہے۔ بردوان کے مہاراجہ دھیراج آئرلنڈ کی سیر و سیاحت کرکے اب لنڈن میں پہنچے ہیں اور الگزنڈرا ہوٹل میں فروکش ہیں حال ہی میں اب یہاں سے روانہ براعظم یورپ ہو گئے اور ماہ نومبر میں کسی وقت فرانس کے جنوب سے روانہ ہو کر ہندوستان واپس آجائیگے۔ کہتے ہیں کہ پریذیڈنٹ روزولٹ کی صلاح بجا غیر قانونی ہے کیونکہ چند سالوں کا عرصہ گذرا ہے کہ کانگرس نے وبسٹر ڈکشنری ہی کو مستند ٹھیرایا تھا۔ تمام تعداد تمغوں کی جو شاہ جاپان اہل جنگ کو دینے کے تئے بنا رہا ہے اہم میں ہے۔ راجہ کپور تھلہ انگلستان سے روانہ ہو گئے ہیں جاپانی اخبارات نادی ہیں کہ سری کنگڈونل برٹش سفیر مقیمی جاپان ۱۵ اکتوبر کو انگلستان جانے والے ہیں خبر ہے کہ بنگال کے لفٹنٹ گورنر صاحب بہادر سر انڈریو فریزر اپنے عہدہ سے بہت جلدی اس نے مستعفی ہونے والے ہیں کہ ان کے رانچی کالج کی طرف گورنمنٹ کا رخ اچھا ہو گیا ہے میمن سنگھ میں چار سو لیڈیز مسٹر اے ایم بوس صاحب کی وفات پر اظہار افسوس کے لئے فراہم ہوئیں۔ کیونکہ مسٹر موصوف نے تعلیم النسوان میں بہت سے کارہائے نمایاں کئے تھے۔ کلو کا اسسٹنٹ کمشنر لاہول کو گیا ہے تاکہ وہاں کی فصلوں کھیتوں۔ گھروں اور سڑکوں کی تحقیقات کرے۔ انجمن حمایت اسلامیہ لاہور کی کمیٹی منتظمہ نے فیصلہ کر لیا ہے کہ دو کالج اسلامیہ سکول کو امدادی سکول بنا دیں۔ شاید روپیہ کی قلت ہے گورنمنٹ نے ملازمان میونسپل کے فائدہ کی خاطر ایک پراویڈنٹ فنڈ قایم کرنا منظور کر لیا ہے۔ قاہرہ (مصر) سرکار ریاست ہمیشہ مخدوش حالت میں رہتی ہے۔ قاہرہ کی فوج میں سے دو کمپنیاں اور ایک سواروں ہر شب کو مسلح تیار رہتی ہے۔ سلطان مراکو نے ایک جادوگر اپنی حفاظت میں رکھا ہوا ہے جس نے معہ اپنے ہمراہیان کے کئی ایک یورپین لوگوں پر حملہ دو جرمن بھی تھے حملہ کیا۔ انگلستان میں ایک بیجرنے ہوائی تار بینیٹ و ایجاد کی ہے۔ اب اس کا امتحان کیا جاویگا۔ لندن میں۔ سکارلٹ فیور ایک قسم کا بخار ہے۔ ایچوٹک تین ہزار مریض زیر علاج ہیں۔ لودیانہ کے گھنٹہ گھر کا افتتاحی جلسہ ۱۸ اکتوبر کو ہز آنر سر چارلس ریواز کے ذریعہ سے ہوگا۔ یہ گھنٹہ گھر ہماری مغفورہ مرحومہ ملکہ قیصرہ ہند کی یادگار میں تعمیر ہوا ہے۔ امیر کابل کا آخری دربار کابل میں ۱۵ ستمبر کو منعقد ہوا امرا اور سرداروں کو حکم ہوا کہ امیر صاحب کی سیاحت ہند کے لئے فوراً تیاری کیجاوے۔ بسنہ ۱۹۰۵ء میں محکمہ تار برقی کی کل آمدنی ۱۳۲ لاکھ روپیہ کی تھی منافع اسپر ۳۲ لاکھ کا ہوا کل خرچ ۷ لاکھ ۷۰ ہزار روپیہ کا ہوا۔ سکھر میں ہیضہ کی شدت ہے قریب نصف آبادی شہر چھوڑ کر بھاگ گئی ہے۔ اموات بہت زیادہ ہیں۔ لارڈ کچنر صاحب بہادر جو کشمیر سے واپس آکر خفیف سے بخار سے بیمار تھے اب کسی قدر بہتر حالت ہے۔ ۲۵ر اکتوبر کو لاہور کے گورنمنٹ ہوس کے کونسل چیمبر میں پنجاب لیجسلیٹو کونسل منعقد ہوگی۔ مہاراجہ دربھنگہ وائسرائے کی کونسل کے ایڈیشنل ممبر نامزد ہو گئے ہیں۔ گذشتہ سخت بارش سے دہلی میں بیسیوں مکان مسمار ہو گئے اور سینکڑوں ایسے ہیں جو قابل مسمار کر دیئے جانے کے ہیں۔ کلکتہ کی میونسپلٹی میدان میں ایک نیا ٹاؤن ہال بنانے کی تجویز کر رہی ہے مگر عوام کی جانب سے اسکی سخت مخالفت ہو رہی ہے۔ ایک جرمن مشنری مسٹر تھرو ذن ایک خاص مشن پر فیض واقعہ مراکو میں بھیجا گیا ہے

ایڈیٹوریل نوٹس

ظلم - اجسے سنکر انسانی کلیجہ کانپ اٹھتا ہی روس میں بنی نوع انسان پر جسقدر ظلم و ستم ہورہے ہیں اس کی نظیر کسی مہذب قوم کی تاریخ میں ملنی ناممکن ہے۔ اس ظلم و ستم میں اگر کوئی تسلی کا پہلو ہے تو صرف یہ کہ اس سے روسیوں میں بیداری پیدا ہوگئی ہے۔ اگر ظلم نہ ہوتا تو روس میں کبھی خفیہ سوسائیٹیوں کی بنیاد نہ پڑتی اگر گورنمنٹ پولیس کی حمایت نہ کرتی تو ہرگز لوگ جان سے ہاتھ دھوکر مرنے مارنے پر مستعد نہ ہوتے۔ پس روس کی آیندہ تمام تمدنی ترقیاں اور امن کا آنے والا دور روسی حکام کے ظلم و ستم کا نتیجہ ہوگا۔

روس میں کس قسم کے ہولناک ظلم ہوتے ہیں اس کا اندازہ ذیل کی داستان سے ہوسکتا ہے۔ جو انارکسٹ اور انقلاب پسند پارٹی کے لیڈر پرنس کرپاٹکن نے اخبار ڈیلی کرانیکل میں لکھی ہے۔

سال گذشتہ میں صوبہ ٹامبوائی میں سخت قحط پڑا جو ابتک چلا جاتا ہے۔ مگر روس میں جہاں کہیں قحط و گرانی ہوتی ہے لاثانی طور پر شور اور بلوے فساد ہوا ہی کرتے ہیں۔ یہاں بھی ایسا ہوا کہ قحط زدوں کی کچھ دستگیری کی جاتی نائب گورنر لنی جی نو سکی امن قایم کرنے کو روانہ ہوئے۔ اور وہاں جاکر کاشتکاروں کو قتل کرنا شروع کیا اور بیشمار آدمیوں کو تازیانے لگائے اور طرح طرح کے عذاب سے مارا۔

جب وہ اس قاتلانہ مہم سے واپس آرہا تھا۔ ایک ریلوے سٹیشن پر ایک لڑکی مسماۃ میریا نے پستول سے اس کا کام تمام کیا۔ جسپر سپاہی شکاری کتوں کی طرح ملزمین سوت کر جھپٹ پڑے۔ اگر کوئی مہذب ملک ہوتا تو قاتلہ لڑکی کو گرفتار کرکے حوالات میں لے جاتے مگر روس میں ایسا نہیں ہوتا۔ لڑکی پر بندوق کے کندوں کا مینہ برسنے لگا۔ ایک فوجی افسر نے اس کے بال پکڑ کر کھینچے اور پلیٹ فارم پر گھسیٹتا ہوا لے گیا۔ بیچاری کو اس شدت سے مار پیٹ ہوئی کہ بیہوش ہوگئی۔ اس نے اپنی ماں کو ایک چٹھی میں سارا حال لکھا ہے۔ کہ جب مجھے ہوش آیا تو پولیس افیسر زانوف نے الگھنٹہ تک انواع و اقسام کی اذیت دی۔ زانوف نے پاؤں کی ایک ٹھوکر سے کمرہ کے ایک کونہ میں دھکیل دیا جہاں ایک سپاہی استادہ تھا۔ وہ دونوں پاؤں رکھکر میری پشت پر کھڑا ہوگیا۔ پھر اس نے بوٹ کی ٹھوکر سے زانوف کی طرف مجھے دھکیل دیا جس نے اپنا سخت بوٹ والا پاؤں میری گردن پر رکھ دیا میرے تمام کپڑے پھاڑ ڈالے اور حکم دیا کہ کمرہ میں آگ نہ جلائی جائے۔ اس کے بعد میرے برہنہ جسم پر وہ ایک لمبے چرمی ہنٹر سے جس کے سرے پر سیسہ کا ایک گولہ لگا ہوا تھا۔ بے شمار ضربیں لگاتے رہے۔ زانوف نے کہا مس! اب تم اپنی بغاوت آمیز تقریریں سناؤ۔ میری دائیں آنکھ میں اس قدر چوٹ لگی تھی کہ اس سے کچھ نظر نہ آتا تھا۔ اور دائیں طرف کا چہرہ لہولہان ہو رہا تھا۔ وہ ان زخموں کو بوٹ سے دباتے تھے۔ اور پوچھتے تھے۔ "کیا تمہیں تکلیف تو نہیں ہوتی۔ میری پیاری! سچ بتاؤ تمہارے ساتھ کون کون لوگ شریک سازش تھے" پھر انہوں نے ایک ایک کرکے میرے تمام بال نوچے اور کہتے جاتے تھے۔ "دوسرے باغی کہاں ہیں؟" جلتے ہوئے سگرٹ سے وہ میرا جسم جلاتے تھے۔ اور نہایت مغلظ گالیاں دیتے تھے پھر یہ لوگ مجھے ریل میں سوار کرکے مقام ٹوسبانے کو لے گئے۔ جہاں میری شہیدانہ حالت کو دیکھکر بعض سخت دل افسر بھی زار زار رونے لگے۔ مگر میری پیاری اماں! کیا تجھے معلوم ہے کہ میں نے نائب گورنر کو کس لئے قتل کیا تھا۔ صرف اس لئے کہ اس ظالم نے کاشتکاروں کو بلا کسی تحقیقات اور ثبوت جرم کے اس بے رحمی سے کوڑے لگا لگاکر مار ڈالا۔ کہ انسان دیکھ نہیں سکتا تھا۔ کم از کم مجھ میں تو اس دردناک نظارہ کے دیکھنے کی طاقت نہ تھی۔ نہ اب بیان کرنے کی طاقت ہے۔ مجھے اب کچھ کا ڈر نہیں اور میں بڑی خوشی کے ساتھ مرونگی کیونکہ ایک ظالم سے بہت سے بیگناہوں کا بدلہ لے لیا ہے۔

اس لڑکی کا آخر ایک فوجی عدالت میں چالان کیا گیا۔ جہاں اس نے بیان کیا کہ جب میں نے ہولناک حالات سنے کہ نائب گورنر نے چالیس روز تک کاشتکاروں کی جان پر کیسے کیسے ظلم توڑے تو میرا دل ٹکڑے ٹکڑے ہوگیا جب ایسا ستم میرے ہمسایوں پر ہورہا تھا تو مجھے زندہ رہنے سے شرم آئی۔ جب میں نے دیکھا کہ ایک کاشتکار ہولناک مار پیٹ کے بعد پاگل ہوگیا۔ جب میں نے اس غمزدہ ماں کو دیکھا جس کی لڑکی سپاہیوں کے ہاتھ سے بے عزت ہونے کے بعد دریا میں کود کر مرگئی تھی تو میں نے اپنے دل میں کہا میں اس شخص کو مار ڈالونگی جو اس ظلم و ستم کا بانی ہے۔

اس نے عدالت میں بتایا کہ سب سے زیادہ تکلیف اسے اس وقت ہوئی جب سپاہیوں نے اس کے جسم کے پھٹے ہوئے گوشت کو انگلیوں سے نوچا۔

عدالت بھی اس جانگداز بیان کو سنکر متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکی۔ قانوناً ایسے ملزم کو پھانسی کا حکم دینا چاہئے تھا۔ لیکن لڑکی کی حالت پر رحم کرکے اُسے سائبیریا کو جلاوطن کیا گیا۔

تمام روس میں اس مقدمہ کا چرچا پھیلا۔ کاشتکاروں نے اپنے آدمی شہر میں بھیجکر اس لڑکی کا نام دریافت کیا تاکہ اگر وہ زندہ ہو تو اس کے لئے گرجاؤں میں دعا مانگیں اور اگر مرگئی ہو تو اس کے حق میں دعائے مغفرت کریں۔

(از ہندوستان)



مشرقی بنگال میں مسلمانوں کی خوش قسمتی۔ مشرقی بنگال اور آسام کی پراونشل محمڈن ایسوسی ایشن سے جو ایس محمڈیلہ کی ایک ڈیپوٹیشن اس صوبہ کے لفٹنٹ گورنر صاحب بہادر کی خدمت میں گئی تھی اُس کا جواب دیتے ہوئے صاحب بہادر نے حسب ذیل تقریر فرمائی۔

اُن باتوں کے بارے میں جو تم اپنے ہم مذہبوں کے فوائد کیخاطر کہتے ہو جو یہاں کی آبادی کا ایک بہت بڑا حصہ ہے اس کے بارے میں تمکو یقین دلاسکتا ہوں کہ میں ان باتوں پر بڑی خبرداری اور ہمدردی سے غور و فکر کرونگا۔ بڑا مدعا جو زیر نظر ہے وہ تمہاری قوم کے جوانوں کی تعلیم کا مسئلہ ہے اس قلیل عرصہ میں جو اس صوبہ کے بننے میں گذرا تمہارے جوانوں کی تعلیم کیلئے ہوسٹل بنانے اور دیگر طریقوں کے ذریعہ سے کچھ تذکرہ کیا گیا ہے تاکہ مسلمانوں کو سرکاری ملازمت میں بڑا حصہ ملے جو قدیم سے وعدہ کیا گیا تھا اُسکا بھی ذکر ہے اور میں اُمید کرتا ہوں کہ وہ تمکو اس امر کے لئے محنت اور لگاتار کوششیں کرنے میں حوصلہ دہ اور اکسانے والا ہوگا۔ یہہ امر خاص سبب سے ضروری ہے کہ تمہاری قوم ایک ایسی حیثیت اختیار کرے جو اس کی اہمیت اور شمار کے بموجب ہو بلکہ اس لئے بھی کہ اس صوبہ کی ترقی کے وسایل کو منکشف کرنے کے کام میں اپنی مناسب جگہ لے اور اس کی عظمت اور کامیابی کو دو بالا کرے۔ میں اُمید کرتا ہوں کہ میں تمکو بہت جلد طلب کرونگا کہ تم اور زیادہ اور بہتر ہوسٹل بنانے کے لئے جو مقامی آتالیقوں کے تفویض میں ہونگے قواعد بنانے میں میری مدد کرو۔ تاکہ یہہ آتالیق اپنے طلباء کو مدرسہ جانے کے لئے تیار کریں اور مدرسہ کی تعلیم و تدریس کے لئے اُن کے قوا کو مضبوط اور راغب کریں اس اور کسی دیگر وسایل سے جو تم تجویزاً پیش کرسکو مجھے توقع ہے کہ حقیقی اور مدامی ترقی کی بنیادیں قایم ہوجائیں میں یہہ کہہ سکتا ہوں کہ تمہارے مذہب کے طلباء کی ضرورت نہ صرف آرٹس کالجوں ہی میں ہے بلکہ انڈسٹریل انجنیرنگ۔ اگریکلچرل۔ اور ویٹرنری سکولوں اور کالجوں میں بھی ہے اِن تمام خاص محکموں میں لایق آدمیوں کی اشد ضرورت ہے جنہیں کامیاب اور مفید میدان ترقی کا کھلا ہے۔

پوسٹ کارڈ کی تاریخ۔ خط و کتابت کے اِس ارزان اور مفید وسیلہ کو رواج سب سے پہلے ۱۸۶۹ء میں جرمنی کے پوسٹ ماسٹر جنرل ڈاکٹر وون سٹیفن نے اپنے ملک میں دیا۔ مگر کسی ایک نامعلوم وجوہات سے انکا استعمال بالکل بند ہوگیا۔ مگر خوش قسمتی سے اس طریقہ کو آسٹریا نے اختیار کرلیا اور سب سے پہلا پوسٹ کارڈ یکم اکتوبر ۱۸۶۹ء کو شائع ہوا حساب سے معلوم ہوتا ہے کہ اس تاریخ سے تین ماہ کے اندر اندر قریب ۳۰ لاکھ پوسٹ کارڈ شائع ہوگئے جولائی سنہ ۱۸۷۰ء میں شمالی جرمنی نے اس کا اس قدر بڑا فایدہ دیکھکر اس طریقہ کو اختیار کرلیا اور اُس کے تین ماہ بعد برطانیہ عظمٰے نے بھی انکی تقلید کی اسی سال سوئٹزرلینڈ میں بھی اس کا رواج ہوا اور سنہ ۱۸۷۱ء میں بلجیم۔ الینڈ۔ ڈنمارک ناروے اور کناڈا میں مروج ہوا۔ روس فرانس اور ہندوستان میں سنہ ۱۸۷۲ء میں مقبول عام ہوا۔ اور چلی۔ یونائیٹڈ سٹیٹس سرویا۔ رومانیہ۔ اور ہسپانیہ میں سنہ ۱۸۷۳ء کے اندر جاری ہوا اٹلی نے سنہ ۱۸۷۴ء میں اس کا خیر مقدم کیا۔ جاپان اور گوئٹمالا میں سنہ ۱۸۷۵ء میں مستعمل ہونے لگا اور یونان میں سنہ ۱۸۷۶ء میں جوابی پوسٹ کارڈ جرمنی کے اندر سنہ ۱۸۷۲ء میں جاری ہوچکے اور انگلستان میں قریب دس سال بعد۔

عالم قوانین کا مجموعہ ہے جہانتک انسانی مشاہدہ اور تجربہ اور علم تاریخ کا مطالعہ کیا جاتا ہے اُس سے اس عالم میں خواہ وہ مرئی ہو خواہ غیر مرئی مختلف قسم کے قوانین ایک دوسرے سے علیحدہ یا باہم مل کر عمل کرتے ہوتے نظر آتے ہیں۔ کوئی شے یا مقام یا زمان ایسا نہ تھا اور نہ ہے اور نہ ہوگا جسمیں یا جہاں یا جب کسی نہ کسی قانون کا عملدرآمد یا موجود گی نہو۔ عالم طبعی میں سے کوئی شے اٹھالو۔ کسی شے کو دیکھو اسمیں اُس کی ترکیب۔ اس کے عمل۔ اور اس کے حالات کے تغیر و تبدل کا قانون اور اُن کے نتایج کی موجودگی اور اجرا پایا جاتا ہے۔ بغیر قانون کے کسی شے کی ہستی اور تغیرات اور نتایج کا ہونا ممکن نہیں ہے۔ قانون ہی سے ایک شے دوسری شے پر اثر کرسکتی ہے۔ قانون ہی سے عالم طبعی کا وجود اور انتظام ہے۔ اِس طبعی عالم میں بھی بے شمار اور علیحدہ علیحدہ قوانین موجود ہیں جنکے ذریعہ سے اس عالم طبعی کا عملدرآمد ہوتا ہے۔ اُن قوانین کے مجموعہ کا نام قوانین طبعی ہے۔ جب ہم اِس طبعی عالم سے ذرا اوپر چڑھکر انسان کے فعلوں پر نظر ڈالتے ہیں جنکا تعلق نیکی اور بدی سزا اور جزا سے نظر آتا ہے تو اپنے آپکو ایک اور عالم میں پاتے ہیں جو اس طبعی عالم سے بالکل جدا ہے۔ اِس عالم کو اخلاقی عالم کہتے ہیں۔ یہہ عالم عالم نباتات و جمادات و مائیات وغیرہ سے بلکہ عالم حیوانات مطلق سے بالکل علیحدہ ہے۔ یہہ عالم صرف انسان کے اُن افعال سے متعلق ہے جو کسی حاکم ذی روح اور مطلق اور دانا کے اختیار اور حکم سے انسان کے بہ حیثیت ماتحت کے علاقہ رکھنے سے پیدا ہوتے ہیں اِن قوانین کے ذریعہ اخلاقی حاکم خدا اور اخلاقی ہستیوں انسان کے درمیان رابطہ اور تعلق پیدا ہوجاتا ہے۔ افعال نیک یا بد سرزد ہوتے ہیں۔ خدا کے اختیار اور انسان کی ذمہ واری اور جوابدہی کا سلسلہ اور تصور بندھتا ہے۔ اِن قوانین کو اخلاقی قوانین کہتے ہیں۔ اگر ہم اِن ہر دو عالموں سے ذرا اور اوپر چڑھیں تو ایک اور عالم میں جا پہنچیں گے۔ جسکو روحانی عالم کہتے ہیں۔ اِس عالم میں بھی قوانین کی موجودگی اور انکا عملدرآمد ہے۔ مگر یہہ قوانین اپنی اصلیت اور ذات میں دو مذکورہ بالا عالموں کے قوانین سے بہت متفرق اور ممتاز ہیں جنکی علت غائی مذکورہ بالا

قوانین کی علت غائی سے منبار و بالا ہے۔ یہہ وہ قوانین ہیں جنکی ترقی اور فواید کے لئے ہر دو اولین مجموعہائے قوانین ہمیشہ مستعد کھڑے ہیں۔ جیسے ما بعد کے ہر دو مجموعہ قوانین انسان کی موجودہ ہستی میں قایم اور عامل ہیں ویسے ہی یہہ مجموعہ بھی اسی دنیا میں مروج ہے اور اُس کی ابتدا یہاں ہی سے ہوتی ہے۔ مگر یہہ قوانین مادی اور اخلاقی قوانین کی حد سے گذر کر موت کے بعد تک ایک اور عالم میں پہنچتے اور زیادہ تر وسیع اور مکمل انکشاف پاتے ہیں۔ ان کو قوانین روحانی کہتے ہیں ان تینوں عالموں کے تینوں مجموعہائے قوانین کو قوانین قدرت کہتے ہیں۔ قوانین کی موجودگی ہمارے خیال کو کسی مقنن کیطرف لیجاتی ہے۔ اور مقنن کا خیال مقنن کے اختیار اور قدرت اور دانائی کو متلازم ہے۔ اور یہہ کل خیال اس امر کا مقتضی ہے کہ کل عالم ایک حاکم مطلق کے اختیار اور قدرت اور دانائی کو متلزم ہے۔ اور یہہ کل خیال اس امر کا مقتضی ہے کہ کل عالم ایک حاکم مطلق کے اختیار اور قدرت میں اور اسکی دانائی پر مبنی ہے۔ مناسب اور ضروری معلوم ہوتا ہے کہ جب کوئی شخص کسی طبعی یا اخلاقی یا روحانی امر پر غور یا بحث کرے تو اُس کو اُسی قانون کے ماتحت رکھنے اور اُنہیں قوانین کے ذریعہ سمجھے یا کم از کم سمجھنے کی کوشش کرے جن کے وہ متعلق ہے۔ مثلاً اگر اخلاقی قوانین کے مطابق کسی طبعی مسئلہ کا حل کرنا چاہیں تو یہ نا ممکن ہے۔ قس علیٰ ہٰذا القیاس ؛

آریہ مشن جاپان کیوں جاتی ہے ؟ عموماً جب سے جاپان روس پر فتح پاکر مہذب ممالک کی فہرست میں داخل ہو گیا ہے اور خصوصاً جب سے وہاں مذہبی کانفرنس کے انعقاد اور میکاڈو کے مسلمان ہونیکی بے بنیاد اور بے تہ خبریں مشہور ہونے لگی ہیں تب سے آریہ سماج کے اخبارات میں بھی اس قسم کی رایوں اور تجاویز کی زور سے تحریک کیجا رہی ہے اور اُن کے جلسوں میں رزولیوشن پاس ہو رہے ہیں کہ جاپان میں بھی آریہ مشنری بھیجے جاویں۔ اسی تجویز کے مطابق اب لاہور کی آریہ پرتی ندھی سبھا نے اس کام کے لئے چار ہزار روپیہ کی فراہمی کا رزولیوشن پاس کر دیا ہے۔ امید ہے کہ روپیہ جلد اکٹھا ہو جاویگا مگر ہم پوچھتے ہیں کہ آخر آریاؤں کو کیا فائدہ ہوگا کہ زر کثیر خرچ کرکے اور محنت۔ اور جانفشانی کرکے جاپان میں یا کسی اور ملک میں ویدک دھرم کا پرچار کیا جائے جبکہ اُن کے اپنے ہی گھر میں آریہ سماج کی حالت ناگفتہ بہ ہے ؟ جب خود ہی پنجاب اور ہندوستان کی سماجیں تاریکی میں ہیں تو وہ غیر ممالک میں جاکر خاک اُنکو روشن اور شدہ کرینگے ؟ جب آریہ سماج کی جڑ گھر ہی میں کھوکھلی پڑ گئی ہے تو کیا بیرونجات میں اُن کی جڑ لگنے کی کوئی امید ہے ؟ جب پنجاب کی سماجوں ہی میں ہر قسم کے ناجائز اور ویدوں کے درود عمل ہو رہا ہے تو کیا پہلے انہیں کی شدھی میں آریہ پرتی ندھی سبھا کو جان توڑ کر تن من دھن سے کوشش نہ کرنی چاہیئے ؟ جب اپنے ہی بچے سیر نہیں ہوئے تو کیا دوسروں کو جو شاید اُن سے زیادہ آسودہ ہیں روٹی دینا ظلم اور بیفائدہ نہیں ہے ؟ پس ہماری تو آریہ سماج کو فی الحال یہی صلاح ہے کہ سب سے پہلے خود اپنے ہی گھر کی اصلاح کریں۔ آریہ درخت کو اس کے اپنے ہی زاد بوم میں مستحکم اور بار آور بنائیں تب بکثرت ثمر کے باعث آریہ سماجیں اس قابل ہونگی کہ جہاں ضرورت ہو وہاں اپنا پھل بھیجکر اُنکو سیر کرے۔ ہر قسم کی سوشل مارل اور مذہبی برائیاں جو انکی سماجوں اور اپدیشکوں اور پردھانوں کے اندر بکثرت موجود اور رسم قاتل کا حکم اور عمل رکھتی ہیں انکو ہی پہلے دور کرلو اور تب تم لوگ دوسروں کو شیریں اور نمکین بنانے کے قابل ہو گے ؛

آریہ سماج کی تنزل حالت۔ اگر کوئی صاحب ہمارے مذکورہ بالا بیانات کی تصدیق طلب کرنا چاہتے تو ہم اُنکو علاوہ دیگر اخبارات کے صرف پرکاش اور آندھی کے پرچوں کیطرف رجوع دلاتے ہیں اور عرض کرتے ہیں کہ بغور یہ سہی ذرا سرسری نظر ہی سے انکو مطالعہ کرلو تو تمام حال آپ لوگوں پر منکشف ہو جائیگا۔ مہاشہ دھرم پال جی فرماتے ہیں کہ کیا آریہ سماج میں کوئی ایسا اخبار ہے جو بڑی بڑی سماجوں کے ایسے پردھانوں یا عہدیداروں کے کان کھینچے جو ماس کھاتے ہیں۔ شراب پیتے ہیں۔ رشوتیں لیتے ہیں۔ اپنے بچوں کا اویدک ریتی سے وواہ رچاتے ہیں۔ اور شادی کیموقع پر کنچریاں نچاتے ہیں اور اکثر صورتوں میں فعل شنیع کے مرتکب ہوتے ہیں "۔ پھر آپ ایک بوڑھے اپدیشک کا جس نے لاہور کے آریہ سماج میں اپدیش کرتے ہوئے پردھان سے کسی بات پر اُن کی اَن بن ہو گئی تھی اپدیشکی کو لاتعلی دیدی تھی ذکر کرتے ہوئے یوں لکھتے ہیں " یہی نہیں بلکہ کئی اپدیشکوں نے ہم سے یہاں تک بھی کہا ہے کہ اصل بات یہہ ہے۔ یہاں جتنا جتنا تو کچھ نہیں۔ ہم آریہ سماج سے تنخواہ پاتے ہیں اور اُس کے بدلے میں کچھ بول چھوڑتے ہیں سچی بات تو یہہ ہے اگر ہمارے گذارے کا کوئی پربندھ ہو جائے تو ہم آج ہی اپدیشکی کے کام کو چھوڑ دیں " پھر مسٹر ایڈیٹر پرکاش سبھا کے سالانہ جلسہ پر نوٹ لکھتے ہوئے یوں رقمطراز ہیں " جلسہ کل ایک بجے کے قریب شروع ہوا۔ ہمیں جلسہ کو دیکھکر بہت مایوسی ہوئی۔ جہاں سبھا کی ۱۱۵ کے قریب ممبری ہو وہاں حاضری کی تعداد ۵۰ ہو۔ یہہ کیسا افسوسناک نظارہ ہے جب آریہ سماج کے ممبروں میں اس قدر آلسا ہو کہ وہ سال بھر میں دو دن بھی سبھا کے لئے نہیں نکال سکتے تو آریہ سماج کی ترقی کی پکار ایک بے معنی آواز ہو جاتی ہے "۔ پھر آگے نوٹ میں یوں لکھا ہے " ہمیں بھی ہمارا اتفاق ہے۔ آریہ سماج اور ویدک دھرم کی رکھشا کا ڈھنڈورا پرچارک ہونے کا تماشہ نہیں کرسکتا۔ حالانکہ جانتا ہے کہ آریہ سماجیوں میں زہر



پھیل رہا ہے اور خودغرض لوگ اپنے من مانے منصوبوں کو سدھ کرنے کے لئے آریہ سماج کی جڑ کو کھوکھلا کر رہے ہیں" ہم اس پر حاشیہ چڑھانا نہیں چاہتے بلکہ اپنے آریہ برادران کو مشورہ دیتے ہیں کہ پہلے گھر کو روشن کرنے کی کوشش و سعی کرو بعد میں باہر کے ممالک کو روشن کرنا بہت آسان ہوگا اور آپکو پھر یہ کام بہت سہل ہوگا ؎

امریکہ کے کالجوں وغیرہ کی حالت۔ افسوس ہے کہ امریکہ میں جہاں تہذیب اور سائنس دن دگنی اور رات چوگنی ترقی کر رہے ہیں وہاں کے کالجوں اور مدرسوں کے نوجوان طلبا اور کارندوں کی جسمانی حالت نہایت ہی خراب ہے یعنی جسمانی صحت اور طاقت اور دماغی قوت لوگوں سے بالکل زائل ہوتی جا رہی ہے۔ انکی طاقت سے بڑھکر ان سے کام لیا جاتا ہے۔ کام کی شدت اور کثرت اس قدر ہے کہ انکو آرام کرنیکی بھی فرصت نہیں ملتی۔ کالجوں اور مدرسوں میں طلبا مطالعہ میں ازحد سرگرم اور مشغول ہیں آرام لینے کو ذرا بھی وقت نہیں ملتا۔ نتیجہ اس کا یہ ہوتا ہے کہ تہذیب اور علم کے ساتھ ساتھ امراض کو بھی ترقی ملتی جاتی ہے انکو پٹھے کمزور ہو جاتے ہیں۔ جسمانی امراض لاحق ہو جاتی ہیں لوگ یا تو ہسپتالوں میں جا پڑتے ہیں یا راہی ملک عدم ہوتے ہیں۔ پاگلوں کی اور دلکی امراض والوں کی تعداد بڑھتی جاتی ہے۔ عصبی بیماری کی تو ایسی عمومیت ہو گئی ہے کہ وہ امریکہ کی قومی مرض قرار پا چکی ہے۔ حال ہی کا ذکر ہے کہ نیویارک شہر میں ایک ہفتے کے اندر ۱۲۴ شخص امراض قلب سے قضا کر گئے ؎

مسٹر اے آر براؤن صاحب الیف آر ایس کیمبرج یونیورسٹی اور رائیل سوسائٹی کیطرف سے جزائر انڈمان کو جانے والے ہیں تاکہ وہاں کی زبان اور رسم و رواج کی تحقیق کریں۔ یہاں کے زبان کی ایک خاصیت یہ ہے کہ وہ کسی موجودہ یا مردہ زبان سے ملتی جلتی مطلق نہیں مسٹر براؤن اس سے بھی پہلے ایک دفعہ وسطی افریقہ میں اس کام پر مامور رہ چکے اور اس جزیرہ میں قریب ایک سال تک قیام رکھینگے۔ توقع کیجاتی ہے کہ انکی رپورٹ میں تصویریں بھی ہونگی۔ اور وہاں کے لوگوں کی ایک عمدہ تاریخ درج ہوگی۔ اس کے بعد صاحب موصوف نیکوبار جزائر میں بھی اسی قسم کی مہم پر جائینگے ؎

اخبار انڈین مرر مخبر ہے کہ ہندوؤں میں ابتک چھوٹی عمر کی بیویوں کو گرم لوہے سے داغ دینے کی بُری اور ظالمانہ رسم جاری ہے۔ کہتے ہیں کہ اس کا سسر اور ساس اور خاوند بھی اس وجہ سے اُس کو گرم لوہے سے داغدیتے رہتے ہیں کہ وہ انکا کھانا وقت پر اور عمدگی سے پکا نہیں سکتی۔ ہندوؤں میں اس ظالمانہ سلوک کو دیکھکر ہمیں ان معصوم اور کمسن بیویوں پر بڑا ترس آتا ہے۔ کاش کہ سرکار اس قبیح رسم کی استیصال اور اصلاح کی طرف قانون کے ذریعہ سے توجہ دے اور اس کا انسداد کرے۔ مستورات نازک برتن ہے۔ اس لئے مناسب ہے کہ وہ مردوں کے ہاتھوں سے نرم اور حسن سلوک پائیں۔ عورات سوسائٹی کا ایک جزو ہیں اور ترقی کا ایک بڑا بھاری ذریعہ ہیں ؎

پنجاب یونیورسٹی کے پرنسپل سائیم مصر کا رتین پاشا۔ ٹوکیو کا ایم متسو ہوا۔ اور سرجان جرڈین۔ ہیڈ برڈ ین یونیورسٹی کے آنریری ڈاکٹر آف لاز منتخب ہوئے ہیں۔

تھوڑا عرصہ ہوا ہے کہ ایک بڑی بھاری تحریک ہو رہی تھی مگر اب اس کا نتیجہ یہہ ہو گیا ہے کہ ایک آل انڈیا ہوسپیٹل اسسٹنٹس ایسوسی ایشن قائم ہو گئی۔ تخمینہ لگایا گیا ہے کہ تمام ہندوستان میں دس ہزار سے زیادہ تعداد ہاسپیٹل اسسٹنٹوں کی موجود ہے۔ اور اس ایسوسی ایشن کا اول مقصد یہہ ہے کہ انکو باہم متحد کر دیا جائے اور ان کے اندر سائنٹیفک سرگرمی کی روح پھونک دیجائے۔ اس کی شاخیں بنگال اور مدراس میں قائم ہوگئی ہیں۔ اسی قسم کی اور شاخیں تمام ہندوستان میں قائم کرنے کی تجویز ہوگئی ہے ؎

ہندوستان میں تعلیم النسوان آئے دن ترقی کر رہی ہے اس کی رپورٹ سے اس امر میں بہت کچھ امیدیں نظر آتی ہیں۔ بنگال میں لڑکیوں کے مدرسہ میں ۴۰۹ فی صدی کا اضافہ ہوا اور حاضری طلبہ میں ۵۰۰ گذشتہ جلے مدارس میں اوسط حاضری ۸۰۲۴ فیصدی تھی۔ مدراس میں بھی تعلیم النسوان میں ترقی ہو رہی ہے جیسا کہ پبلک اور پرائیوٹ لڑکیوں کے مدرسوں کی اوسط حاضری سے واضح ہوتا ہے اور یہی صورت بمبئی میں بھی ہے۔ مگر افسوس ہے کہ صوبجات متحدہ میں تعلیم النسوان کی حالت نہایت ہی گری ہوئی ہے اور خوشی کی خبر ہے کہ اس قسم کی تعلیمات کا انتظام خصوصیت کے ساتھ مسیحیوں کے ہاتھ میں ہے۔ جو نتیجہ ہے مشنری صاحبان کی کوشش اور جانکاہی کا۔ مگر بڑی خوشی کی بات یہ بھی ہے کہ تعلیم النسوان کا خیال ہندوؤں اور مسلمانوں میں بھی زیادہ زور پکڑتا جاتا ہے۔

کرسچن پیٹریئٹ کہتا ہے کہ گجرات نے بمبئی کے ہندوستانی مسیحیوں کے گھروں میں خاص قوت کے ساتھ اثر کیا ہوا ہے۔ یہی نہیں بلکہ غیر مسیحی ہندوستانیوں کے گھروں میں بھی۔ اور یہہ کچھ تعجب کی بات نہیں ہے بمبئی کا ہندوستانی شخص اپنی قوت فکر کو خوب مانجتا ہے اور کوشش کرتا ہے کہ اس کی منتی خوبصورت نظر آئے۔ تو بھی کہ قوت فکر کا حقہ مانجی نہ جائے گھر میں باوجود اپنے اچھانہ کی خوبی اور ذہنی تعلیم کے بھی پوری خوشی اور سرور اور جوش نہیں ہوا کرتا۔ کیا ہر ایک مسیحی ایسا ہی ہے؟

آریہ پتر کا کسی ہندوستانی اخبار سے ذیل کی خبر نقل کرتا ہے کہ ایک اسلامی روسی اخبار جس کا نام ترجمان ہے کہتا ہے کہ ایک مشہور جاپانی پوجاری مسی تونونی قسطنطنیہ کو گیا ہوا ہے۔ اس کا مقصد معلوم نہیں ہے۔ اغلب ہے کہ وہ اسلام کی تعلیمات کی تحقیقات اور مسلمانوں کے چال چلن کا مطالعہ کرنے کے لئے گیا ہے"۔

چین میں ۲۰۰۰ پروٹسٹنٹ ۹۰۰ رومن کیتھولک مشنری ہیں۔ انکے سامنے یہاں پر یہ مسئلہ زیر بحث ہے کہ چین کو ہم کس طرح مسیحی کریں۔ اکثر بڑے بڑے مشنری خیال کرتے ہیں کہ مسیحی مذہب کو عام صورت میں پیش کرنا اور اس سے چین کو مسیحی بنا لینا محض دھوکا ہے۔ پادری تیموتھی رچرڈ صاحب جو ۳۶ برس سے وہاں مشنری ہیں کہتے کہ چین کو فتح کرنے کے لئے ضرور ہے کہ ہم وسیع پیمانہ اختیار کریں اس کے پیروان کنفیوشس کی بہ نسبت بہتر مدبر۔ اس کے پیروان بدھ کی بہ نسبت بہتر فلاسفر بنیں اور محمدیوں کی بہ نسبت زیادہ معقول طور پر خدا کی عبادت کریں"۔

بائبل سائنس سے پرے ہے مگر سائنس اور بائبل کے علم زبان اور دیگر امور سے ہماری غفلت ناواقفیت بائبل کی سائنٹیفک باتوں کے نہ سمجھنے کا بڑا بھاری موجب ہے۔ منجملہ بے شمار آیات اور مقامات کے ناحوم ۲: ۴ میں ایک دلچسپ بیان ہے جو حال کی موٹر کار گاڑیوں کے بیان کے موافق معلوم ہوتا ہے۔" بازاروں میں گاڑیاں بے طرح دوڑتی پھرتیں۔ شاہراہوں کے درمیان وے بے تکان جاتیں وے شعلوں کی سی نظر آتیں۔ وے بجلی کی سی کوندتیں"۔ بابل کی گاڑیوں کا یہ حلیہ آجکل کی موٹر کار گاڑیوں کے حلیہ سے بہت ہی ملتا جلتا ہے جس سے گمان غالب ہوتا ہے کہ آجکل کے موٹر کار گاڑیوں کا سائنس اس وقت اہل بابل کو بخوبی معلوم تھا اور ان کے درمیان اس قسم کی گاڑیاں عام تھیں۔

آج بمبئی کی ٹکسال میں دو طلائی سکہ عالمگیر ثانی کے اور دو شاہ عالم ثانی کے موجود ہیں اور فروخت ہوں گے یہ سکہ ضلع پونا میں سے ملے ہیں۔ پہلے سکوں میں سے ہر ایک کی قیمت ۳۲ روپیہ ۸ ہے اور شاہ عالم ثانی کے سکوں میں سے ہر ایک کی قیمت ۲۳ روپیہ ہے۔

یورپین تہذیب نے جو عورتوں کو آزادی دے رکھی ہے وہ اس حد تک پہنچ گئی ہے کہ فرانس کی بعض لیڈیوں کو اب زنانہ لباس سے نفرت ہے اور مردانہ لباس پر تلی ہوئی ہیں مگر قانون نے عورتوں کو مرد بننے سے روکا ہوا ہے۔ کچھ لیڈیوں نے گورنمنٹ فرانس سے مردانہ پوشاک پہننے کی اجازت حاصل کر لی ہے اور اس کے عوض میں سالانہ تیس روپیہ کا لائسنس حاصل کر لیا ہے خوب ہے عورتوں اور مردوں میں امتیاز مشکل ہوگا۔

ہمارے ملک کا ایک عام دستور ہے کہ خوشی کے جوش میں اگر اپنے قریبی یا عزیز ترین رشتہ داروں یا دوستوں کے سروں پر سے کسی خاص موقع پر سیم و زر یا کچھ اور چیز نچھاور کرتے ہیں۔ اسی طرح حب الوطنی اور قومی سچی محبت کی مثال تازہ بمبئی کے جوہریوں ہیرا لعل اور مگن لعل نے دی جبکہ مسٹر گوکھلے انگلستان سے قومی خدمات پوری کرکے حال ہی میں بمبئی میں واپس آئے تو انہوں نے اس کے سر پر سے مٹھی بھر کے جواہرات پھینکے اور قومی محبت اور حب الوطنی اور سچی خوشی کی داد دی۔ اسی قسم کا عمل بمبئی کی لیڈیوں نے بھی پرنس آف ویلز کو خیر مقدم کہتے ہوئے کیا تھا۔

جاپانی لوگ جن سے کہ آج ہم بہت کچھ سیکھ رہے ہیں دن بھر میں کھانے کے ساتھ ایک گیلن اور بعض اوقات دو گیلن پانی پی جاتے ہیں۔ کیونکہ پانی ہمارے نظام عصبی میں نہ صرف جذب ہی ہو جاتا ہے بلکہ ہضم کے لئے اور گردوں اور پھیپھڑے کو بذریعہ ادرار صاف کرنے کے لئے بہت ضروری ہے۔

ایک نامہ نگار مظفر گڈھ سے لکھتے ہیں کہ یہاں بارش کا نام و نشاں نہیں۔ گرمی سخت ہے۔ دس بجے کے بعد دھوپ کی برداشت سخت مشکل ہے۔ دھوپ میں دو گھنٹے کے اندر گھڑے کا پانی ایسا گرم ہو جاتا ہے۔ کہ گویا ابلا پانی ربول واٹر ہے۔ بدن پر ڈال نہیں سکتے۔ اگر ڈالدیں تو فوراً چمڑا ادھڑ جائے۔

یہاں ہندو کراڑوں کی آبادی ہے۔ ساہوکار اور بیوپاری یہی لوگ ہیں مسلمان بہت کم سو بھی غریب لوگ۔ ترکھان موچی جلاہے قصاب وغیرہ ہیں۔ ہاں البتہ مسلمان کسبیاں اسقدر ہیں کہ گویا شہر کی رونق انہی سے ہے چھوٹا سا قصبہ اسقدر کسبیاں۔ اور ۳ شراب کی دوکانیں ہاں سب کا گذارا ان ہی کراڑوں پر ہی ہوگا۔ ورنہ مسلمان تو خود یہاں بھوکے ننگے ہیں تعجب ہے کہ آریا سماج کی توجہ اسطرف کیوں نہیں۔ عیسائی کوئی بازار میں کھڑا ہو جاوے۔ تو اس کے کپڑے اتارنے کو تیار ہو جاتے ہیں۔ مگر شراب خانوں اور ان کسبیوں کے خلاف ایک لفظ بھی منہ سے نہیں نکالتے۔

افسوس ہے کہ باوجود بہت سے بچوں کی جانوں کے گئے اور نقصان کے بھی لوگ اپنے بچوں کو زیورات پہنانے سے باز نہیں آتے تھوڑا عرصہ ہوا کہ ایک عورت نے سونے چاندی کے زیورات کے لالچ سے ایک لڑکی کو قتل کر دیا تھا جب کہ سشن جج نے انکو پھانسی کا فتویٰ لگایا تھا۔ مجرمہ نے الہ آباد کے چیف کورٹ میں اپیل کی تھی مگر اپیل نامنظور ہو کر فیصلہ بحال رہا۔ اب وہ پھانسی

مُرسلاتْ

سیالکوٹ کنونشن نمبر ۱

۱۹۔ اگست سنہ ۱۹۰۶ء

آخری روز۔ آخری مضمون

سیالکوٹ کنونشن دس روز تک رہی۔ جس نے اس بات کی یادگاری میں ناظرین کی خاطر دس مضمون روانہ کئے گئے ہیں۔

میرا ارادہ تھا کہ انتظام کے معاملہ پر آخری مضمون لکھا جاوے۔ پر چونکہ وہاں ایک ایسا عجیب واقع ہوا جو آجتک وہاں نہ گزرا تھا۔ ایک ایسا واقعہ کہ جس کی خاطر ساری جماعت کی خواہش تھی کہ خداوند وہ وقعہ ہم پر ظاہر کرے ایک ایسا واقعہ جو مشکل سے ہماری زندگی میں گزرا ہوگا ایک ایسا واقعہ جس نے عالم بالا سے خدا کی مرضی کو ظاہر کردیا۔

اِس لئے مین نے مناسب خیال کیا کہ اپنے انسانی خیالوں کو چھوڑ کر اس الہی مرضی کو ناظرین کے پیش کرون جس کیواسطے دینا زینتی ہے۔

اتیوار کا روز تھا ۱۹ تاریخ ۸ ½ بجے یا پونے ۹ بجے صبح کا وقت ہوگا کہ ایک شخص کنونشن میں بیٹھا ہوا وعظون کے نوٹ لکھ رہا تھا کہ۔

(۱) دفعتاً اس کو آسمان میں ایک روشنی نظر آئی۔

وہ روشنی نہایت ہی تیز تھی اور اس قسم کی تھی جسطرح سے کہ گول موتی ہوتا ہے بلکہ گویا متعدد دو سطر موتی پرویا ہوا تھا۔ لمبائی اس روشنی کی ۳۔ ۴ فٹ کے قریب ہوگی اور وہ اس شکل کی تھی جیسے کہ تلوار ہوتی ہے۔

بعد ازان وہی روشنی موتیوں کی لڑی میں لڑی

لیکن اس کی شکل صلیب سے بدل گئی۔ پھر وہ روشنی موتیوں کی شکل میں پانچ لڑیان بن گئی۔ چار لڑیان تو ایسے نظر آتی تھین جیسا کہ ایک حیوان کی ٹانگیں ہوتی ہیں۔ اور پانچویں لڑی چھوٹی سی تھی۔ جیسے کہ حیوان کے سر کی جگہ ہو۔

اِس شخص نے خیال کیا کہ یہ کوئی دھوکا تو نہیں دیکھتا کیونکہ اس کی آنکھیں کھلی ہوئی تھیں۔

اُس نے اپنی آنکھوں کو اچھی طرح سے ملا اور پھر دیکھا کہ وہ روشنی آسمان سے گم ہوگئی ہے۔

یہہ روشنی ایسا معلوم ہوتا تھا کہ اِس شخص سے کوئی ۳۰ فٹ کے فاصلہ پر ہے۔

(۲) پھر اُس کو آسمان میں ایک دو آدمیوں کے سر نظر آئے۔ وہ ننگے سر تھے۔ وہ انکو گننا گیا۔ ایک۔ دو۔ تین چار۔ اُس نے آٹھ تک گنا۔

تو کیا دیکھتا ہے کہ وہ انسانوں کے سر بڑھتے بڑھتے اِس قدر ہوگئے کہ وہ شمار میں نہ آسکتے تھے۔

جون جون زیادہ صفائی ہوتی گئی اُسے معلوم ہوا کہ یہہ انسان تو نہیں پر خدا کے فرشتے ہیں اور سب کے سب سفید جامہ پہنے ہوئے ہیں۔ اور خدا کی تعریف کے گیت گا رہے ہیں۔

اُن فرشتوں کا منہ کنونشن کیطرف تھا اور بڑی صفائی سے گاتے نظر آتے تھے۔ پر آواز انکی سنائی نہ دیتی تھی کیونکہ ذرہ دور تھے۔

جہان تک دائیں اور بائیں اور پرنیچے نظر جاتی تھی فرشتے ہی فرشتے نظر آتے تھے۔

فرشتوں کے اوپر کیا ہے یہہ نظر نہ آتا تھا۔ پر اُن کے اوپر سے آسمان کی طرف سے ایک بڑی ہی تیز روشنی اِس ہال کے اوپر پڑتی تھی جہان لوگ عبادت کے واسطے جمع تھے (معلوم ہوا کہ وہ تیز روشنی مقدسوں کی تعریف اور دعائیں جو زمین سے آسمان کی طرف

جا رہی تھیں)۔

اس شخص کو آسمان سے ایک آواز آئی۔ کہ تو فرشتوں کو تعریف کرتے دیکھتا ہے مجھے انسان کی تعریف کی ضرورت نہیں۔

(لفظ ضرورت سے اس شخص نے معلوم کیا کہ آسمانی آواز کا یہہ مطلب تھا۔ کہ میں انسان کی تعریف کا محتاج نہیں۔)

وہ فرشتے اس شخص سے کوئی ۴۰ فٹ کے فاصلہ پر ہونگے۔

(۳) پھر اس نے آسمان میں تین شخص دیکھے جنکے بدن نظر آتے تھے۔ پر صرف اُن کے چہرے۔ اور وہ تینوں ایک ہی لائین میں ایک دوسرے کے ساتھ تھے۔

تینوں چہروں کے گرد نورانی روشنی تھی۔ اور وہ اس شکل کی تھی جیسے کہ بعض وقت ہم خداوند مسیح کی تصویر کے گرد سنہری* روشنی بنی ہوئی دیکھتے ہیں۔ وہ تینوں اشخاص اُس شخص سے کوئی ۵۰ یا ۶۰ فٹ کے فاصلہ پر نظر آتے تھے۔

(۴) چوتھا نظارہ جو اس شخص نے دیکھا یہہ تھا کہ۔

وہ اکیلا زمین کے کنارہ پر کھڑا ہے۔ اِس کا لباس بالکل سر سے پاؤں تک سیاہ ہے۔ اس کے آگے ایک لکڑی کا جنگلا لگا ہوا ہے۔ جنگلے کے ساتھ ہی ایک گھری کھڈ ہے جس کی چوڑائی مشکل سے ۳۔ ۴ فٹ ہوگی۔

سامنے بیشمار فرشتے کھڑے ہیں۔ اُس شخص کے درمیان اور فرشتوں کے درمیان مشکل سے ۵ یا ۶ فٹ کا فاصلہ ہوگا۔

جس وقت کہ کنونشن میں ایک مسیحی فقیر کچھ بول رہا تھا۔ اُس وقت اس شخص کو داہنے کان کی طرف سے آواز آئی کہ۔

اِس جماعت کو کہدے کہ صرف تعریف اور دعا کرے۔

---

* سنہری

کوئی انسان نہ ہوے۔ انسان اپنا منہ بند کرے۔ پھر میں اپنی خدمت کے لئے ان مردوں اور عورتوں میں سے چن لونگا؛

(اس شخص نے دیکھا کہ اوپر چھت کی طرف سے کئی ایک نشان اترے جو انسان کی انگلی سے موٹے تھے انکا رنگ نیلا تھا۔ نہ تو اسے سمجھ آئے کہ وہ کیا نشان تھے اور نہ ہی اسے اس قدر موقع دیا گیا کہ گن سکے۔ جلدی سے اسے معلوم ہوا کہ وہ نشان ۱۵ سے ۲۰ تک تھے۔ اور وہ نشان ان شخصوں پر کئے گئے جو خدا کی خدمت کیلئے چنے گئے)؛

اس شخص نے جواب دیا کہ اے خداوند مجھ میں جرأت نہیں۔

پر آواز آئی کہ کہدے۔

تب اس شخص نے پھر کہا کہ اے خداوند میں ایک ناپاک آدمی ہوں۔

آواز نے پھر کہا کہ کہدے۔

شخص مذکور نے کہا کہ اے خداوند میں ایک بدنام آدمی ہوں کوئی میرا یقین نہیں کریگا۔

اس آواز نے کہا کہ اگر تو نہیں کہتا تو تو میرا گنہگار ہے۔ اگر تو نہیں کہتا تو تو میرا جلال ظاہر نہیں کرتا۔

اتنے میں جھٹ اس شخص کی آنکھ کھل گئی۔ اور اس نے چاہا کہ کسی شخص کو جو اس کا واقف ہووے۔ اُسے وہ پیغام دیدیوے۔ تا کہ جماعت کو سنایا جاوے۔

چار امریکن مشنری صاحبان اور کئی دیسی بھائی جو اس کے واقف نہ تھے وہاں بیٹھے تھے۔ اتنے میں مسٹر رحمت مسیح واعظ صاحب کو اُس شخص نے بلایا اور کہا کہ خداوند کا یہہ پیغام جماعت سے کہدو؛

اس شخص کا سارا بدن دہشت سے کانپتا تھا۔ اور زور زور سے رو رہا تھا۔ اُس کا دل بہت ہی ڈر سے گھبرا رہا تھا۔

مسٹر رحمت مسیح واعظ نے جب جماعت کو یہہ پیغام دیا تو ساری جماعت بڑے زور شور سے خدا کی تعریف اور ستایش کے گیت گانے لگ گئی۔

اور رویا دیکھنے[له] والا شخص وہیں اپنی کرسی پر بیٹھا ہوا بے ہوش ہو گیا۔

معلوم ہوا کہ وہاں قریب آدھا گھنٹہ کے وہ شخص بیہوش پڑا رہا۔ اور کلیسیا اس کے واسطے خدا کے حضور دعا کرتی تھی کہ خداوند اُسے ہوش میں لا۔

اتنے میں پیٹرسن صاحب گرجہ سے آ گئے۔ وہاں انہوں نے گرجہ میں جماعت کو ایسے زور شور سے گیت گاتے اور خدا کی تعریف کرتے سنا۔ کہ انکو یقین آگیا کہ خداوند نے کوئی نہ کوئی آسمانی نشان دکھلا دیا ہے جس کے واسطے میں دعا کرتا ہوں۔ پیٹرسن صاحب نے جب دیکھا کہ وہ شخص بیہوش پڑا ہے تو انہوں نے کہا کہ اس شخص کو گرجہ میں لیجاؤ۔

پادری برکت علی شرف صاحب نے جب اس شخص کو پکڑ لیا۔ اور گرجے میں لیجا رہے تھے تب اُس کی آنکھیں کھلیں۔ بعد ازاں مسٹر رحمت مسیح واعظ نے آکر اُسے پکڑ لیا۔ اور اسے گرجہ میں لے گئے۔ وہاں وہ شخص جا کر گرجہ کی سیڑھیوں پر دعا کرنے کی جگہ پڑا رہا۔ اس کا سارا بدن کانپتا تھا اور اس کا رونا بند نہ ہوتا تھا۔

پھر پادری پیٹرسن صاحب اور جونس صاحب اور پروکٹر صاحب اسے ویسٹری میں لیگئے اور وہاں اس سے دریافت کیا کہ اس نے کیا دیکھا ہے۔

جب وہ بیان کرتا تھا تو اُس وقت بھی اُس کا سارا بدن کانپتا تھا اور وہ رو رہا تھا اور دہشت اس پر غالب تھی؛

اتنے میں مسٹر رحمت مسیح واعظ وہاں آئے اور انہوں نے پیٹرسن صاحب سے التجا کی کہ آپ اس بھائی کو گرجہ میں بھیجدیں کیونکہ بعض بہنیں اس سے سننا چاہتی ہیں کہ اُس نے کیا دیکھا ہے۔

پیٹرسن صاحب نے فرمایا کہ نہیں۔ کہ انسان تماشہ بنانا چاہتے ہیں۔ انسان کو دیکھنے کی کچھ ضرورت نہیں ہے خدا کی طرف دیکھنا چاہیے۔

پادری پیٹرسن صاحب اور جونس صاحب تو چلے گئے پروکٹر صاحب اس شخص کے پاس بیٹھے ہوئے اسے تسلی دیتے رہے تھے کہ؛

بھائی آپ کیوں ڈرتے ہو۔ کیوں روتے ہو یسعیاہ نے بھی اس طرح رویا دیکھا تھا اور اُسنے بھی کہا تھا کہ اے خداوند میں گنہگار آدمی ہوں؛

آپ مسیح کے خون سے پاک ہو گئے ہیں؛

اُس نے جواب دیا کہ صاحب سچ ہے۔ پر چونکہ میں اس نظارہ کے واسطے تیار نہ تھا اور نہ مینے ایسی عجیب بات کبھی دیکھی تھی اس لئے دہشت مجھ پر غالب آئی ہے؛ علاوہ ازیں مجھے افسوس ہے کہ میں اُن فرشتوں میں شامل نہیں ہوں جو خدا کی تعریف کرتے تھے۔

پروکٹر صاحب نے جواب دیا کہ جب تک ہم زمین پر ہیں خدا نے ہم کو یہاں اپنی خدمت کے واسطے رکھا ہے۔

پر جب ہم اس دنیا کو چھوڑ دینگے۔ تو تب فرشتوں میں شامل ہو جاوینگے بعد ازاں پروکٹر صاحب نے اس بھائی سے درخواست کی خداوند کا پیغام بھائیوں کو جا کر دیوے؛

اُس شخص نے کہا کہ صاحب مینے تو خداوند کا پیغام مسٹر رحمت مسیح واعظ کی معرفت جماعت کو دیدیا تھا۔

پروکٹر صاحب نے کہا کہ وہاں جماعت میں نہیں پر یہاں گرجہ میں جو حاضر ہیں انکو دو۔

وہ شخص چونکہ بڑا ہی کمزور ہو گیا تھا اس واسطے پروکٹر صاحب اُسے پکڑ کر گرجہ میں لائے۔

اُس وقت گرجہ میں صرف تین چار مشنری صاحبان

له ہم اس رویا دیکھنے والے شخص کا نام معلوم کرنا چاہتے ہیں۔ مہربانی کرکے اس کے نام سے مطلع فرماویں۔ (اڈیٹر)

اور ایک لیڈی دعا کیواسطے موجود تھے جب اِس شخص نے خداوند کا پیغام سنایا۔ تو اس کا سارا بدن کانپتا اور وہ رو رہا تھا۔

حاضرین سنتے ہی خدا کی تعریف کے گیت گانے لگے۔

گیتوں کی آواز سنتے ہی گرجہ میں بہت اور لوگ جمع ہو گئے۔

پھر دوسری دفعہ اِس شخص کو کہا گیا۔ کہ خداوند کا پیغام جماعت کو پڑہے۔ جب وہ دوسری دفعہ بولنے لگا۔ تو پہلے کی طرح اس کا سارا بدن کانپتا تھا اور اُس کے آنسو جاری تھے؛

بعد ازاں پھر اُس شخص کو ویسٹری میں لے گئے پادر گرسولڈ صاحب نے جو کنونشن کے پریزیڈنٹ تھے اور پروکٹر صاحب نے اس شخص کے ساتھ مل کے خداوند کے حضور دعا اور شکر گذاری کی۔

بعد ازاں دونو صاحبان اُسے کمیٹی کے ممبروں کے پاس لے گئے تاکہ کمیٹی کے سامنے وہ خداوند کا پیغام بیان کرے۔

چلتے وقت اُسے معلوم نہ تھا کہ اس کی پگڑی کہاں گئی۔ ایک طرف گرسولڈ صاحب اور دوسری طرف پروکٹر صاحب اور وہ شخص بیچ میں تھا۔

جب وہ جا رہے تھے۔ تو انہوں نے شخص مذکور سے پوچھا کہ اس کا نام کیا ہے۔ اور کہاں رہتا ہے۔ اور کس مشن کے متعلق کام کرتا ہے۔

چنانچہ اس نے اُن کو اپنا نام اور جگہ اور مشن بتلا دیا جب وہ کمیٹی کے کمرے میں آئے تو وہاں اینڈرسن صاحب اور دوسرے صاحبان جمع ہو گئے۔ انہوں نے مل کے خداوند کے حضور دعا اور شکر گذاری کی۔

بعد ازاں پروکٹر صاحب نے کہا کہ ہم اِس بھائی سے خدا کا پیغام سن لیویں اور کمیٹی اِس کے واسطے خدا کا شکر کرے۔

اینڈرسن صاحب نے فرمایا۔ کہ ہمیں سب کچھ معلوم ہے۔

چونکہ دو بج گئے تھے۔ اور اس شخص نے صبح سے کچھ نہیں کھایا تھا۔ اس لئے کمیٹی نے اُسے اجازت دی کہ وہ جا کر کچھ کھاوے۔

بعد ازاں کئی بھائیوں نے اُس سے دریافت کیا۔ کہ خدا نے اُس پر کیا ظاہر کیا ہے۔ چنانچہ شام کو مِس کیبل صاحبہ نے بھی بلا کر حال معلوم کیا۔

چونکہ وہ شخص بہت ہی کمزور ہو گیا تھا۔ اُس میں اتنی ہمت نہ رہی کہ پھر کسی اور میٹنگ میں جاوے۔ اِس لئے کنونشن کے باقی حالات ہدیہ ناظرین نہیں کئے گئے۔

خداوند کا شکر ہو اس عجیب کنونشن کیواسطے جو سیالکوٹ میں ہوئی۔ اور جس میں بہتوں نے خداوند کی طرف سے برکت حاصل کی۔

ایک بات لکھنی میں بھول گیا۔ کہ اُس شخص پر یہہ بھی ظاہر کیا گیا تھا۔ کہ خدا کی طرف سے ہر ایک مرد اور عورت اور بچہ کو روح القدس کی نعمت ملیگی۔ بشرطیکہ۔

(۱) اگر وہ پورے دل سے خواہش کرے۔

(۲) پورے دل کے ساتھ خدا سے دعا کرے

اے ناظرین۔ اگر آپ سیالکوٹ کنونشن سے کچھ سبق حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ اور برکت لینا چاہتے ہیں۔ تو اس پر عمل کریں۔ پھر جہاں کہیں آپ رہتے ہیں۔ آپ کو یقیناً روح القدس کی برکت ملجاوے گی۔

خدا سب ناظرین کی مدد کرے؛

یسوع مسیح کا خادم

بندہ

وارث الدین

بائبل کے متعلق ایک آریہ کے اعتراضوں کا جواب

آریہ مسافر جالندھر بابت ۱۰ جون سنہ ۱۹۰۵ء نمبر ۹ جلد ۹ میں تحقیقات دین عیسوی کے عنوان سے ایک مضمون شائع ہوا ہے نامہ نگار صاحب نے۔ پیدائش کی کتاب کے باب چہارم پر کچھ اعتراض کئے ہیں یا یون کہو کہ اپنی سادگی اور جہالت کے پورے جوہر دکھائے ہیں کیونکہ ان آیتوں کی ایسی تفسیر کر کے جو کہ کسی عیسائی کے خواب و خیال میں بھی نہیں آتی پھر اعتراض کئے ہیں اسواسطے میں اُنکا جواب دینا کچھ ضروری نہیں سمجھتا اس لئے کہ معترض نے اعتراض صرف اپنے خیالات پر کئے ہیں نہ کہ بائبل کی آیتوں پر۔ میں نمونہ کے طور پر اُنکا ایک اعتراض نقل کرتا ہوں آپ قائن کا ہدیہ نامقبول ہونے کی یہہ وجہ لکھکر اسپر اعتراض کرتے ہیں کہ اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ چونکہ خدا علیم ہے وہ جانتا تھا کہ قائن اپنے بھائی کا دشمن ہو جائیگا اور اسکو مار ڈالیگا بدین وجہ خدا نے اُس کو اس قابل نہ سمجھا کہ اُس کا ہدیہ قبول کرے پھر اسپر اعتراض کرتے ہیں اس من گھڑت تفسیر پر اعتراض نقل کرنے سے پیشتر میں نامہ نگار صاحب سے یہہ دریافت کرتا ہوں کہ ہدیہ کے نامقبول ہونیکی یہہ وجہ جو آپ تحریر کرتے ہیں کسی عیسائی نے آپکو بتائی یا کس کتاب میں دیکھی میں افسوس کرتا ہوں کہ جب دوسری کتابوں پر آپ ایسے واہیات اور من گھڑت فقرے یا حاشیے چڑہانے پر دلیر ہیں تو کسقدر زیادہ آپ دید میں ایسی دست درازی کرنے سے ہچکتے ہونگے نامہ نگار صاحب ہدیہ نامقبول ہونیکی بیہودہ وجہ جو آپ نے بیجگہ تحریر کی ہے اگر آپکو دیانتداری تعصب نے اندہا کر دیا ہو تو بائبل کا کیا قصور لیکن آپ یہہ بتا دیں کہ ایسی خلاف عقل و نقل وجہ گھڑنے کی کیا بنیاد ہے۔ افسوس تعصب اور جہالت نے کہاں سے کہاں تک نوبت پہنچائی۔

سنو اور خوب غور سے سنو ہابل کا ہدیہ پاک اور بے عیب برّہ تھا قائن کا ہدیہ یعنی زمین کا پھل جو کسی طرح خداوند قدوس

کے شان کے لائق نہ تھا۔ اس واسطے وہ نامقبول ہوا آرین کی خیال میں ایک اور بھی توجہ ہے لیکن چونکہ وہ اسی کا ایک حصہ ہے اس لئے قلت وقت کے باعث تحریر نہیں کر سکتا۔

آپکے باقی مضمون کا جواب بطور قولہ و اقول دیتا ہوں ؎

قولہ۔ اس مسئلہ کی قابل اطمینان عقدہ کشائی کا فخر صرف موجودہ آریہ سماج کے بانی مہرشہ سوامی دیانند کو حاصل ہے جس نے ایسے تاریکی کے زمانہ میں ویدوں کا انمول خزانہ ہمارے ہاتھ میں دیا۔

اقول جبکہ آپ اپنی خوش اعتقادی سے انمول خزانہ سمجھ رہے ہیں بد قسمتی سے وہ دہریوں کا مسروقہ توشہ خانہ ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ آریہ سماج کا بانی ایشور الہیٰ کے گیت گاتا صرف ایک بہانہ ہے اصل مطلب جاہلوں کا پھنسانا تھا۔

قولہ۔ اپنا منطقی بحث یہہ ہے کہ اگر اس کا علم سچا ہی تو ہم جل بد کرنے میں مجبور ہیں۔۔۔ وغیرہ الخ

اقول آپکا دارومدار خدا کی صفت علیم کل نہ ماننے پر ہے لیکن افسوس کہ اس نامعقول خیال میں آپ کیسے جاہل بن گئے جانتے ہیں جناب یہہ کونسی دیانندی منطق کا نتیجہ ہے کہ اگر کوئی آدمی خدا کو علیم کل مانے تو وہ بدی ہی کریگا افسوس یا جہالت تیرا آسرا۔ لالہ صاحب آریہ سماجی تو حقیقتاً بڑے خوش ہوتے ہونگے کہ واقعی بڑا لائق نامہ نگار ہے۔ لیکن حقیقت یہی ہے کہ اندھوں میں کانا راجہ سنو۔ وانا تو ایسی بیہودہ منطق پر تین حرف ہیں لہٰذا میں ایسے واہیات فقرے کو قابل جواب نہیں سمجھتا اور جو آپ نے عیسائیوں پر جبر کا الزام لگایا میں اُن کے ذیل کے مقامات کیطرف توجہ منعطف کراتا ہوں یعقوب ۱ باب ۱۳ زبور ۵ سموئیل پیدائش ۵۰ استثنا ۲۸ باب تمام استثنا ۱۱ باب تمام اور تفصل کے لئے عموماً تمام بائبل خصوصاً استثنار کی کتاب وغیرہ

قولہ۔ وید کے مطابق خدا بے شک علیم کل ہے

اقول۔ آپ کے اسول خزانہ کا انمول رتن بادہریہ

سے چرایا ہوا سیاہ پتھر مسئلہ قدامت ارواح ہے جس کا مطلب یہہ ہے کہ ارواح خدا کی پیدائش سے نہیں اب آپ اسی ایک مسئلہ سے اگر خدا کا علیم کل ہونا ثابت کرینگے تو منہ مانگا انعام پائینگے سنو حکماء فلاسفہ کا قول ہے کہ جو کوئی کسی چیز کے بنانے کی قدرت نہیں رکھتا وہ اسکا عالم بھی نہیں اور نہ پورا عالم بنانے پر قدرت رکھتا ہے۔

قولہ مگر یہہ نہیں کہ جو عمل ہم سے سرزد نہیں ہوا اُسکو اُس سے خبردار ہو۔

اقوال۔ یہہ بھی ایک مغالطہ ہے کیونکہ سوامی دیانند پرمیشور کو تری کال درشی یعنی تینوں زمانوں کا حال جاننے والا مانتے ہیں اسواسطے آپکا دعوےٰ غلط بلکہ ویدوں کے خلاف ہے دیکھو ستیارتھ پرکاش صفحہ ۲۰۷

ایڈیٹر آریہ مسافر صاحب یہہ بات تو مجھے پہلے سے معلوم ہے کہ آریوں میں روحانی بینائی معدوم ہے لیکن اب معلوم ہوا ایڈیٹر صاحب جسمانی بینائی سے بھی کم کام لیتے ہیں شاید اس لئے کہ بڑے آدمی ہوئے سچ ہے بڑوں کی بڑی باتیں ہی ہوتی ہیں آریہ مسافر کے ٹائیٹل پیج پر آپ نے یہہ شعر لکھ رکھا ہے ”پرکاش وید پاک کا پہنچاؤ ہر طرف“ الخ

کیا ہی پرکاش ہر طرف پہنچا رہے ہو کیا آپکو اتنا بھی معلوم نہیں کہ یہہ مسئلہ وید کے خلاف ہے یہہ مانا آپکے تعصب کا پارہ حد معینہ سے تجاوز کر گیا ہے اس لئے آپ بھی دین کے خلاف ایسے تلے ہوئے ہیں کہ خواہ کوئی کیسا ہی بیہودہ مضمون کیوں نہ روانہ کرے آپ بلا عذر شائع کر دیتے ہیں۔

لیکن اتنا تو پھر بھی خیال رکھنا چاہئے کہ وید پاک کے تو پرکاش میں نقص نہیں آتا مجھے اس وقت ایک قصہ یاد آگیا کہ ایک آدمی کے گھر کچھ مہمان آئے اسکو کچھ تھالیوں کی ضرورت پڑی اُس کے ہمسایہ میں ایک آریہ مہاشہ جی بھی رہتا تھا وہ اس سے ایک تھالی مانگ لایا اور اپنا کام ہوا کرکے واپس دیدی دو چار روز کے بعد مہاشہ جی کو معلوم ہوا کہ میری تھالی میں گوشت رکھ کر کھایا گیا بس پھر کیا تھا مہاشہ جی غصہ میں بھر گئے اور اپنے ہمسایہ کو کہا کہ اچھا میری تھالی میں تو آپ نے گوشت کھایا ہے میں تمہاری تھالی میں گوہ (پاخانہ) رکھکر کھا دیگا۔ جناب کیا ہماری تردید کرتے ہوئے آپ ویدوں کو خراب کرینگے شاباش پرایا شگون بگاڑنے کے لئے اپنی ناک کاٹنا اسکو کہتے ہیں۔

مجھے امید ہے کہ ایڈیٹر صاحب رگوید آدی بھاشیہ بھومکا صفحہ ۲ کو دیکھکر اس غلطی کو رفع کرینگے ؎

قولہ تعجب ہے کہ توریت کے زمانہ میں خدا انسانوں سے دو بدو گفتگو کرتا تھا۔

اقول آریہ سماج کا عقیدہ ہے کہ ملہمان وید بھی انسان تھے۔ کوئی جن بھوت شیطان نہ تھے تو کیا آپ مانینگے کہ اُن کے لئے وید کس سے نکلے ؎

آریوں کا خیرخواہ بندہ
رحمت مسیح از شاہ کوٹ

رسید زر

مسٹر ایل سنگھ	راجشاہی	[illegible]
مسٹر احمد حسن	دیوبند	[illegible]
مسز ویکف		[illegible]
پادری نکلوبل۔	بابت اشتہار	[illegible]
مسٹر جان دیدار سنگھ	”	[illegible]
مسز سی۔ ہال	متھرا	[illegible]
مسٹر جے۔ ایس۔ ولیس	جھانسی	[illegible]
مس ایم۔ وائیٹ	بابت اشتہار	[illegible]
مسٹر رستم خان		[illegible]
قاضی خیر اللہ	نوشہرہ	[illegible]



دستور العمل نور افشان

قیمت سالانہ اہل شہر سے اخبار بغیر ضمیمہ عہ معہ ضمیمہ ۲ اگر
قیمت سالانہ معہ محصول ڈاک ۔ ۔ ۔
قیمت ہر حالت میں پیشگی لی جائیگی

شرح اجرت اشتہارات

مقدار اشتہارات	سہ ماہی	ششماہی	سالتمام
کالم کا آٹھواں حصہ	لگ	ہیہ	سے
چوتھائی کالم	ہیہ	سے	عہ
نصف کالم	سے	عہ	۱۲عہ
پورا کالم	عہ	۱۲عہ	عہ
پورا صفحہ	عہ	عہ	لعہ

ایک دفعہ کے لئے فی سطر کالم ۲ر بعد کے لئے فی سطر ایک روپیہ سے کم کسی اشتہار کے لئے نہ لیا جائیگا۔

نوٹ

نامہ نگار اپنی اپنی تحریروں کے آپ ذمہ دار ہیں۔

سنڈے سکول سبق

قیمت سالانہ پچاس پرچہ تصویردار سنڈے سکول ہلا محصول ۴ع
۔۔ ۔۔ ۔۔ ۔۔ معہ محصول ۴ع
۔۔ ۔۔ آٹھ کاپی سبق سنڈے سکول عہ

پریسبیٹیرین بیواوں و یتامے کا فنڈ

یہ فنڈ ۱۸۷۴ء میں قائم ہوا ہے تین سو سے زیادہ اشخاص اس میں شریک ہیں۔ ساٹھ سال کے عرصہ میں اس فنڈ کی طرف سے زیادہ پنشن دیگئی ہے یہ رقم اس کل رقم سے نو ہزار روپیہ زیادہ ہے جو چندہ دہندگان سے وصول ہوا ہے اِس وقت اس فنڈ میں بیالیس ہزار پانسو روپیہ سے زیادہ خزانہ میں موجود ہے اس فنڈ کا نرخ کمتی اور اس قسم کے فنڈ سے یہ ارزان ہے۔ ہند کا ہر ایک مسیحی مرد اور عورت اس فنڈ میں شامل ہو سکتا ہے مردوں کو پیریسالی میں مستورات

مخزن مسیحی

یہ ایک پندرہ روزہ مسیحی پرچہ ہے جو رومن اردو اور انگریزی زبانوں میں مسیحی کارندوں کے خاطر شائع ہوتا ہے اسکا مدعا ہے کہ بڑے بڑے مبشران انجیل اور کلیسیائی کارندوں کے قلم سے نکلے ہوئے مضامین کے ذریعہ سے مسیحی کارندوں کی علمی استعانت کرے۔ نیز مختلف مشن سٹیشنوں کی کلیسیائی خبریں اس میں خصوصاً درج ہوتی ہیں سنڈے سکول اور کرسچن اینڈیور کے کاموں کے متعلق ہر قسم کی ضروری توجہ دی جاتی ہے

شرح چندہ کی حسب ذیل ہے

عوام سے ۔ لگ سالانہ
اگر تنخواہ پچاس روپیہ سے کم ہو ۱۲ر ۔۔

ممیرے کا سرمہ

پانچہزار روپیہ انعام

پانچہزار روپیہ انعام

مصدقہ جناب اسسٹنٹ کیمیکل ایگزامنیر صاحب بہادر گورنمنٹ پنجاب

معزز انگریزی میڈیکل کالج کے پروفیسران نامور ڈاکٹر والیان ریاست اور ولایت کی یونیورسٹی کے سند یافتہ ڈاکٹروں نے بعد تجربہ اس سرمہ کی تصدیق فرمائی ہے کہ یہہ سرمہ امراض ذیل کے لئے اکسیر ہے ضعف بصارت تاریکی چشم دھند جالا پڑوال غبار پھولا ابیل سرخی ابتدائی موتیابند ناخنہ پانی خارش وغیرہ معزز ڈاکٹر اور حکیم بجائے دیگر ادویہ کے آنکھوں کے مریضوں پر اس سرمہ کا استعمال کرتے ہیں چندروز کے استعمال سے بینائی بہت بڑھ جاتی ہے اور عینک کی بھی حاجت نہیں رہتی بچے سے لیکر بوڑھے تک کو یہہ سرمہ یکساں مفید ہے قیمت اس لئے کم رکھی ہے کہ خاص وعام اس سرمہ سے فایدہ اٹھا سکیں قیمت فی تولہ جو سال بھر کے لئے کافی ہے دو روپیہ ممیرے کا سفید سرمہ اعلیٰ قسم فی تولہ تین روپیہ (خالص ممیرہ فی ماشہ ۵ روپیہ) سعری سرمہ فی تولہ ۲ خرچ ذمہ خریدار - درخواست کیوقت اخبار کا حوالہ فرمادیں المشتہر پروفیسر میاں سنگھ اہلووالیہ مقام بٹالہ ضلع گورداسپور پنجاب

ان سے بڑھکر اور کیا معتبر شہادت ہو سکتی ہے؟

(۱) میں بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہوں کہ ممیرے کا سرمہ جو سردار میاں سنگھ آہلووالیہ نے ایجاد کیا ہے۔ بڑی بیش قیمت اور مفید دوا ہے۔ بالخصوص مفصلہ ذیل امراض کے لئے بمنزلہ اکسیر کے ہے آنکھوں سے پانی کا بہت جانا دھند شورش ہرقسم جسکو آنکھ آنا کہتے ہیں جلن اور کمزوری نظر ناخنہ باہر اور اندر کی جھلی کا زخم اور ان سے پیپ کا گرنا۔ چونکہ اس سرمہ میں کوئی مضر یا بادی شے نہیں ہے۔ اس لئے ہر کسی کے لئے اس کا استعمال مفید ہے مفصلات میں جہاں لائق ڈاکٹروں کا ملنا مشکل ہے وہاں ایسی مفید دوا کو ضرور پاس رکھنا چاہئے اس لئے میں بلاشک وشبہ شہادت دیتا ہوں کہ مذکورہ بالا امراض کے لئے ممیرے کا سرمہ ضروری مفید ہے ٭

راقم ڈاکٹر ایم بی سائگلی صاحب بہادر ایم ڈی ایم ایس سند یافتہ یونیورسٹی ایڈنبرگ انگلینڈ امرتسر

(۲) میں نے اور میرے بہت سے متعلقین نے ممیرے کا سرمہ جو کہ سردار میاں سنگھ آہلووالیہ نے تیار کیا ہے استعمال کیا نہایت ہی مفید پایا۔ آنکھوں کی بیماری کے لئے اکسیر کا حکم رکھتا ہے۔ آنکھوں کو تروتازہ رکھتا ہے اور بینائی کو طاقت بخشتا ہے درحقیقت یہہ سرمہ بینائی کو طاقت بخشتا ہے درحقیقت یہہ سرمہ بینائی کو قائم رکھنے کیواسطے نہایت ہی مفید اور زود اثر ہے آجتک کبھی کوئی دوا اس سرمہ سے بہتر فائدہ بخش نہیں دیکھی۔

راقم نواب محمد حیات خان خان بہادر سی ایس آئی سی آئی ایس۔ سابق ڈویژنل وسشن جج قسمت جالندھر ممبر کونسل گورنر جنرل ہند۔

(۳) جناب سردار صاحب تسلیم میں نے آپکا ممیرے کا سرمہ استعمال کیا میں تصدیق کرتا ہوں کہ بیشک یہہ سرمہ کمزوری چشم کے لئے بہت مفید ہے۔ میری آنکھیں بالکل کمزور تھیں لگاتار ایک پہر کام کرنے سے معذور ہوجاتا تھا اب میری یہ کیفیت ہے کہ صرف ۴ روز کے استعمال سے تین تین پہر بلکہ تمام دن اچھی طرح کام کرسکتا ہوں۔

راقم میاں خورشید محمد خان خلف نواب یسین محمد خان صاحب بہادر رئیس اعظم ریاست بھوپال۔

(۴) میں نے ممیرے کا سرمہ جو سردار میاں سنگھ نے تیار کیا ہے ان مریضوں پر کہ جنکی آنکھیں بہت کمزور اور بیمار تھیں استعمال کرکے دیکھا مفید پایا۔ میری رائے میں خاصکر ان مریضوں کیواسطے جنکی آنکھوں سے پانی جاری رہتا ہے اور دھند اور غبار کمزوری نظر ہو۔ یہہ سرمہ نہایت ہی مفید ہے۔

راقم ڈاکٹر چونی لعل گھوس رائے بہادر ایل ایم ایس اسسٹنٹ سرجن و پروفیسر میڈیکل کالج لاہور حال آنریری سرجن گورنر

(۵) میں اس سرمہ کی بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہوں کہ میں نے ممیرے کا سرمہ جو کہ سردار میاں سنگھ آہلووالیہ نے تیار کیا ہے اپنے زیر علاج کئی ایک قسم کے مریضوں پر استعمال کیا میری رائے میں بینائی قائم رکھنے اور آنکھوں کی بیماری سے بچنے کے لئے ممیرے کے سرمہ کا استعمال بہت مفید ہے

راقم خان بہادر ڈاکٹر سید امیر شاہ ایل ایم ایس اسسٹنٹ سرجن و پروفیسر میڈیکل کالج لاہور ٭

پانچہزار روپیہ انعام

اگر کوئی شخص ممیرے کی سندات میں سے جو قریب پچیس ہزار کے ہیں ایک کو بھی فرضی ثابت کردے اسکو مبلغ پانچہزار روپیہ انعام دیا جاویگا جو لاہور کے پنجاب بنک میں اسی غرض کے لئے ۱۵ مارچ سنہ ۱۹۰۱ء میں جمع کیا گیا ہے٭

پادری آر ڈی ٹریسی صاحب اڈیٹر نورافشان کیواسطے مشن سٹیم پریس لودیانہ میں دائمی برادرس کے اہتمام سے چھپا